ل ۲۰۴۷ رجسٹرڈ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پانزدہ روزہ

جلد ۹ | کاکوری سہ شنبہ یکم دسمبر ۱۹۴۲ء مطابق ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۱۵

ادبیات

(غزل منشی عبدالکریم صاحب تحسین کاکوروی)

سینہ ہے باغ باغ دل داغدار سے | شرمندہ ہے بہار بھی اس کی بہار سے
مجنوں نے آہ کی جو دل بیقرار سے | نکلا تڑپ کے ناقہ لیلیٰ غبار سے
لے آہ سرد ہو کے نہ نکل قلب زار سے | جل جائے گھر نہ یار کا تیرے شرار سے
تم کو جو دل دیا تھا تو اس اعتبار سے | رکھو گے اسکو چاہ سے الفت سے پیار سے
افسوس کیا خبر تھی اسے پھنسکے دام میں | مشق ستم کرو گے غریب الدیار سے
دل پھنسکے میرا وہ بھی مصیبت میں پھنس گئے | وہ خود شکار ہو گئے اپنے شکار سے
وحشت میں مانند بگولے صحرا سے انس ہے | بھولا ہوا ہوں گل کو محبت ہے خار سے
دامن تھا چاک اور گریباں پھٹا ہوا | اس شکل سے ملا ہوں عروس بہار سے
سنتے نہیں صاف ہو جو ترے دل کا آئینہ | ظاہر ہو بھی وہ جلوہ لیلیٰ غبار سے
تحسین دل و دماغ پہ قبضہ ہے یار کا | باہر ہیں اب یہ دونوں مرے اختیار سے
بخشے مرے گناہ طفیل رسول پاک | امید ہے یہ رحمت پروردگار سے

یہ بھی عجب ستم ہے کہ مجنوں بنا کے تحسین
نزدیک یار مجھ سے ہے میں دور یار سے

محبت

بغیر محبت کے تم دنیا کی جد و جہد کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (کارلائل)

وہ شخص محبت نہیں کر سکتا جو ہجوم طرب سے گھبرا جائے۔ (جان ڈیوس)

جو آدمی اپنے ملک سے محبت نہیں کرتا وہ کبھی اپنی محبوبہ کی محبت میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ (بائرن)

محبت زندگی کو آسودہ بنا دیتی ہے۔ (فیچر)

محبت ہر جد و جہد پر فتح حاصل کر سکتی ہے۔ (بائرن)

گفتگو کی دل آویزی وہ دولت ہے جو محبت کی شدت سے پیدا ہوتی ہے۔ (ٹیگور)

محبت کھلونوں سے بہلائی جاتی ہے کیونکہ کیوپڈ ایک کمسن بچہ ہے۔ (فورڈ)

محبت کے ساز میں ہزاروں نغمے ہیں جو انسانی دل کو گدگدا دیتے ہیں۔ (کریب)

محبت سنہرے خوابوں کا ایک سلسلہ ہے جو ہمیں بیدار کر کے شدت احساس میں ڈبو دیتا ہے۔ (بچیت ہن)

محبت ایک خوشگوار غم اور سرور آگیں خلش ہے۔ (ولے ڈبلو)

محبت بذات خود ایک مذہب ہے اور اس کا دائرہ تصرف صرف اپنی ہی مملکت تک رہتا ہے۔ (وکٹر ہیوگو)

محبت شعور کی بیداری اور شگفتہ احساس کا دوسرا نام ہے۔ (ڈبلو)

محبت اسقدر کمسن ہے کہ وہ ضمیر کی بیداری کو سمجھ بھی نہیں سکتی۔ (شیکسپیئر)

۴ محبت ایک نابینا شخص کے مانند ہے۔ (کوپر)

(انشراب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | یکم دسمبر ۴۲ء | نمبر ۱۵

اخلاص و محبت کی دعوت

ایک حدیث نظر سے گذری کہ "تم ہرگز جنت میں نہیں جا سکوگے جبتک کہ ایمان نہ لاؤ اور تم ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جبتک آپس میں محبت نہیں کروگے"۔ مذکورالصدر حدیث کی شرح میں حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔ "ہر مسلمان کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مخلصانہ سلوک کرے"۔ ایک زمانہ تھا کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پروانہ وار نثار ہوتا تھا۔ اُس عہد مقدس میں ہماری اقبالمندی کا آفتاب ساری دنیا کو اپنی شعاعوں سے منور کر رہا تھا۔ اور ہم عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ لیکن آج ہم اس طرح منتشر ہیں جیسے خزاں رسیدہ پھول کی پنکھڑیاں ہوامیں اڑتی ہیں۔ یہ کسقدر افسوسناک حقیقت ہے کہ وہ مقدس تعلیم جس نے وحشی درندوں کو فرشتوں سے زیادہ باعظمت بنادیا تھا آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے لیکن اُس کا کوئی اثر ہماری کتاب حیات کے کسی گوشے میں بھی محفوظ نہیں۔ آج ہم نے اخلاص و محبت کے سبق کو فراموش کردیا ہے اور ہماری روحیں اسلامی وحدت کی روشنی سے محروم ہوچکی ہیں۔ آج اگر ہم انصاف کی روشنی میں اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو اخلاص و محبت کا کوئی اثر ہمارے تعلقات میں نظر نہیں آئے گا اور قلب کی تمام گہرائیاں اس قیمتی سرمایہ سے خالی نظر آئیں گی۔ اسی بدبختی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم ہر طرح کی ذلتوں اور رسوائیوں کے لئے وقف ہیں۔ آج ہمیں ہر معاملے میں زک اُٹھانی پڑتی ہے اور غیروں کی نگاہ میں ہمارا کوئی احترام باقی نہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کے لئے آمادہ ہوجائیں اور افتراق و انشقاق کی لعنت کو دور کریں۔ اگر ہم اپنی اصلاح کی جانب متوجہ ہوگئے تو پھر ہماری تباہ شدہ عظمت واپس آسکتی ہے اور حکومتوں اور فارغ البالیوں کی نعمتوں سے مثل اپنے بزرگوں کے بہرہ مند ہوسکتے ہیں ورنہ ذلت و رسوائی کی گھٹائیں آج سے زیادہ ہم پر چھا جائیگی اور ہماری رہی سہی عزت بھی خاک میں مل جائیگی۔

طمع و حرص اور نام و نمود سے پاک رہکر دوستی و اخلاص بہترین عمل ہے۔ ہر شخص سے مخلصانہ برتاؤ اور اتفاق و یکجہتی کا مظاہرہ ہمارے خیال میں صدقہ و خیرات اور تقوے و طہارت سے زیادہ پسندیدہ اور باعث اجر ہے۔ اور خالصًا لوجہ اللہ محبت و اخلاص دنیا و آخرت کے لئے باعث اجر و ثواب ہے۔

اس موقع پر اگر ہم ایک مشہور طبی رسالہ (ہمدرد صحت) سے اطباء کے جلسہ میں ایک ڈاکٹر کی تقریر کا اقتباس پیش کریں تو بیجا نہوگا بلکہ ہمکو یقین ہے کہ ہمارے اہل وطن اسکو بغور پڑھ کر اس سے استفادہ حاصل کریںگے۔

"شہر اٹلانٹک میں اطباء کے جلسہ میں ایک مقرر نے بیان کیا کہ نفرت کا جذبہ انسان کے دل کو نقصان پہونچاتا اور عمر کو کم کردیتا ہے۔ مقرر نے کہا کہ اگر ہم اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرسکیں تو یقینی طور پر ہماری عمریں دراز ہو جائینگی۔ کیونکہ نفرت کے جذبات ہمارے خون کے دباؤ کو زیادہ کردیتے ہیں اس طرح ہمارے دلوں پر غیر ضروری کام کا بوجھ ڈالتے ہیں۔ مقرر نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر دل اور شرائین کی بیماریاں بہت کثرت سے واقع ہونگی۔ کیونکہ جنگ سے ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات میں ہیجان پیدا ہورہا ہے۔ مقرر کا یہ خیال ہرگز بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ تمام ماہر نفسیات اور عصبیات اس پر متفق ہیں کہ حسد، غصہ، مایوسی اور نفرت ایسے جذبات ہیں جو ہمارے قلب کو بالکل کمزور و تباہ کردیتے ہیں اور یقینی طور پر ان کا اثر ہماری تندرستی اور ہمارے جسم پر بُرا پڑتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ نفرت کرنے والے جلد ہی مرجاتے ہیں اور ہنسنے والے بہت دیر تک زندہ رہتے ہیں"۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (ادارہ)

مولا تمھارے انداز بھی نرالے ہیں

اُس نے آسمان کی طرف عالم مایوسی میں دیکھا اور کہا۔ واہ مولا تمھارے انداز بھی نرالے ہیں کبھی رسول مدنیؐ کے ذریعہ دنیا کو سکون کا رستہ بتاتے ہو۔ اور کبھی گمراہی کے عالم میں ساری دنیا کو بھٹکتے دیکھتے ہو اور بیٹھے ہوئے مسکراتے ہو کسی سے بادشاہی کراتے ہو کسی سے بھیک منگواتے ہو۔ کسی کو فراق میں تڑپاتے ہو اور کسی کو وصل کی نعمت سے ڈھالتے ہو۔ تمھاری شان بھی نرالی ہے۔ جو تمھاری عبادت گذاری کرتا ہے اُس کے بدلے میں اس غریب

فاقہ کشی کرتے ہو۔ اور جو کفر کے بازار میں کھڑا ہو کر تم سے بیزاری کا اعلان کرتا ہو اور جنھیں سونے چاندی کے بدلے بیچ ڈالتا ہے۔ اُسے تو عیش دے ڈالتے ہو۔ کبھی بیگناہ کو مجرم کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کر دیتے ہو اور گنہگار کو حاکم وقت بنا دیتے ہو۔ کیا غضب ہے کہ بلبل تو جی بھر کے پھول سے گلے ملے اور غریب چکور چاند تک پہونچنے کی کوشش میں غش کھا کھا کر گرے۔ قمری ہے کہ آزادانہ سرو کا منھ چومتی ہے اور سمندر کی موجیں کسی کی یاد میں سر ٹکرا ٹکرا کر مر جائیں۔ مجھ ہی کو دیکھو کبھی مجھے ساری دنیا کا بادشاہ بناتے ہو اور کبھی ہندوستان کے قید خانہ میں قیدی بنا کر سڑاتے ہو۔ بن مانگے تم نے مجھے مشرق و مغرب کی بادشاہی دی اور اب روٹی کا ٹکڑا مانگتا ہوں تو وہ بھی ترسا ترسا کر عیسٰیؑ کی اُمت کے ذریعہ دیتے ہو۔ تمھارے کھیل بھی ساری دنیا سے نرالے ہیں نہ ان کا راز میں پہلے سمجھا تھا اور نہ اب سمجھ سکا۔ آخر تمھارے یہ انداز کیا ہیں۔ میں پوچھوں گا اور تمھیں بتانا ہوگا کہ مجھے رسول مدنیؐ کے ذریعہ کیوں پیغام بھجوایا تھا اور کیوں مجھے بادشاہ بنایا تھا۔ اور بادشاہ بنایا تھا تو پھر بادشاہی کیوں واپس لے لی۔ عروج کے بعد یہ زوال کیسا۔ بادشاہی کے بعد اس غلامی میں کونسا راز پوشیدہ ہے۔ اب میں اکتا گیا ہوں تکلیفوں سے گھبرا گیا ہوں یا تو اپنی ان شوخیوں میں تبدیلی کرو یا ان کا راز مجھے بتاؤ۔

پریشان حال مسلمان کی آواز کو قدرت نے سُنا تو وہ مسکرائی اور اُسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے خاک کے ڈھیر قدرت کے سربستہ رازوں کو بے نقاب کرنا چاہتا ہے۔ صرف ایک راز بتانے کے لئے ہم طور پر آئے تو موسیٰ غش کھا کر گر پڑے تھے۔ تجھ میں کہاں تاب جو قدرت کے راز معلوم کر سکے۔ بلبل اور قمری کے راز تیری سمجھ سے اونچے ہیں۔ ہمارے یہ سب تماشے انسانی عقل سے بلند ہیں۔ تو کیا جان سکتا ہے اور کیا سمجھ سکتا ہے۔ تو اپنے عروج و زوال کے فلسفہ کو مجھ سے پوچھتا ہے۔ میں اس سے پہلے رسول مدنیؐ کے ذریعہ یہ فلسفہ تجھے سمجھا چکا ہوں لیکن اگر تو بھول گیا ہے تو تجھے پھر بتاتا ہوں کہ یہ نہ عروج ہے نہ زوال ہے

کیا تو سمجھتا ہے کہ جب تجھے دنیا کا بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اُس وقت قدرت نے تیرے سر پر ملوکیت اور حکمرانی کے ناپاک مقصد کے لئے تاج رکھا تھا اور کیا تو اس مغالطہ میں مبتلا ہے کہ تیری بادشاہی دنیاوی جاہ و جلال کی کمزور بنیادوں پر رکھی ہوئی تھی۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے تو تیری سمجھ پر آج قدرت مسکرا رہی ہے۔

اِدھر آ۔ سُن۔ غور کر۔ تو ذات باری کی خلافت کا علمبردار تھا۔ تو بنی نوع انسان کا بادشاہ ہونے پر بھی ایک ادنیٰ خدمت گار تھا۔ تجھے مساوات اور اخوت کا مشن سپرد کرنے کے بعد تاج شاہی دیا گیا تھا۔ تیرے دل کو انوار الٰہی کی تجلیوں سے معمور کر کے دنیا کی رہنمائی کے لئے تجھے بھیجا گیا تھا۔ یہی تیری حکومت اور بادشاہت کا مقصد تھا۔

رسول مدنیؐ کی زندگی سے سبق لے جن کا پیٹ پتھر بندھنے کے لئے پیدا ہوا تھا اور جن کا جسم چٹائی کے نشانات قبول کرنے کے لئے بنا تھا اور جن کا لباس پھٹے پرانے کپڑوں کا مجموعہ ہوتا تھا اور جن کے گھر میں غریبی پناہ لیا کرتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود دونوں عالم کی بادشاہی کا تاج اُن کے سر پر رکھا ہوا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو یاد کر اسلام کے اس سب سے پہلے خلیفہ کے سر پر حکومت کا تاج تھا لیکن یہ جمہوریت کا پرستار اس ذمہ داری کا معاوضہ صرف تین دینار لیتا تھا اور اپنی ذاتی میراث کو غریبوں میں لٹا دیا کرتا تھا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ جب عرب کا یہ تاجدار دنیا سے رخصت ہوا تو اس کا ترکہ ایک موٹا کپڑا اور پانچ دینار سے زیادہ نہ تھا۔

حضرت عمرؓ کی بادشاہی کے زمانہ کو دیکھ۔ یہ فاتح اعظم جو کی روٹی اور چھواروں پر اپنی زندگی گذارتا تھا۔ دنیا نے دیکھا کہ جب اس ہیرو اعظم نے روم کی سرزمین پر ایک بادشاہ کی حیثیت سے قدم رکھا تھا تو اُس کے جبہ مبارک میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے اور چیتھڑے لٹک رہے تھے۔ کیا تجھے یاد ہے کہ جب ایران کا ایک سردار اس شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ فاتح اعظم اُس وقت مدینہ کی مسجد کی سیڑھیوں پر فقیروں میں پڑا سوتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے زمانہ کو یاد کر یہ عظیم الشان خلیفہ تین تین وقت کے فاقہ کرتا تھا۔ اس کے گھر میں چنے کے دانے بھی کسی نے نہیں دیکھے۔ آل رسولؐ کی مصیبتوں کو یاد کر اور ان کو سمجھ۔

تیری بادشاہت تیرے لئے نہ تھی بلکہ بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے تھی۔ تو نے دولت و ثروت اور شاہانہ شوکت کو ہمیشہ ٹھکرایا ہے پھر تو آج اپنی شکستہ حالی پر کیوں مغموم ہے۔

اگر دنیا کا ظاہری عروج آج تجھے حاصل نہیں ہے تو نہ ہو لیکن تیرے سینہ میں آج بھی وہی دل ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے تھا۔ تیرے سر پر آج تاج نہیں ہے تو نہ غم کر کیونکہ تیرے قلب میں آج بھی وہی نور موجود ہے

جو بادشاہی کے زمانہ میں تھا۔

تخت ہو یا تختہ۔ تاج شاہی ہو یا کج کلاہ۔ بادشاہی ہو یا فقیری اپنا کام کئے جا۔ تعلیم ربانی کی روشنی میں آگے بڑھ۔ بنی نوع انسان کی خدمت کئے جا۔ اخوت اور محبت کے رشتوں میں مسلمانوں کو جکڑ دے۔ یاد رکھ بادشاہی سے دستبردار ہونے کے باوجود بھی تو بادشاہ ہے۔ تو آج بوریہ پر بیٹھ کر بھی اسی طرح اسلام کی خدمت کر سکتا ہے جس طرح تخت پر بیٹھ کر کیا کرتا تھا۔

جوش ایمانی کو حرکت میں لا۔ عمل کے میدان میں آگے بڑھ۔ کفر کی تاریکیوں سے نہ گھبرا۔ خدمت کر اور مخدوم بن جا۔ محبت کر اور محبوبیت حاصل کر لے۔ مادیت کو چھوڑ اور روحانیت کو ڈھونڈ۔ اس کے بعد دیکھ کر خود بخود تیری زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ اور پھر تو اس طرح کبھی قدرت سے شکوہ سنجی نہ کرے گا۔ قدرت کے راز معلوم کرنے کے بجائے اپنا راز معلوم کر کیونکہ اسی راز میں قدرت کا راز ہے۔

(رسالہ اسلامی دنیا)

جوتوں کی فریاد

قاسمی کاکوری [illegible]

بملاحظۂ اقدس عالیجناب چھجو موچی داس مالک جوالا شو فیکٹری پاپوش پور

خداوند نعمت! ——

ہم۔ آپکے قدیم نمک خوار اور آپ کے پروردہ آپکے حضور میں اپنی درد بھری فریاد لیکر آئے ہیں۔ خدارا! ہم معصوموں کی داستان غم سنئے اور ہماری آنیوالی نسلوں کو ظالم دنیا کے جور و ستم سے بچائیے —— آپ کے زیر سایہ ہماری پرورش ہوئی۔ آپ کے سایۂ عاطفت میں ہم پروان چڑھے۔ خدا گواہ ہے! کس کس ناز و نعم سے ہمکو پال کر جوان کیا گیا۔ کن کن ریاضتوں سے ہماری نشو و نما کی گئی۔ مگر حیف! —— فلک کج رفتار کی ستم رانیاں کسی کے آرام و راحت کو چین سے کب دیکھ سکتی ہیں —— ہم اپنے پورے شباب پر تھے۔ ہمارا رنگ روغن اپنی پوری آب و تاب کیساتھ چمک رہا تھا۔ ہمارا جسم اور ہمارے نازک اور خوبصورت اعضاء اپنی پوری بہار دکھا رہے تھے۔ ہم اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ اپنے گھر کی زیب و زینت بنے ہوئے تھے کہ دفعتاً ہمکو کسی ظالم نے آ دبوچا —— چند پیسوں کی خاطر ہمکو ظالم پیروں کے حوالے کر دیا گیا۔ ظالموں نے چن چن کر ہم میں سے خوبصورت اور توانا و تندرست معصوموں کو اپنے بھدے اور بے ڈول جسم کی تن پوشی کے لئے انتخاب کیا۔ یہ ظالم ہم کو اپنے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بناتے ہیں۔ میدانوں میں۔ بے آب و گیاہ ریگستانوں میں۔ پہاڑوں پر۔ چٹانوں پر۔ ریتیلی وادیوں میں۔ صحرا اور بیابانوں میں۔ کنکریلی زمینوں پر ہمکو رگڑا جاتا ہے۔ سیمنٹ کی سڑکوں پر ہمکو پھرایا جاتا ہے۔ کچے اور دلدلی راستوں میں ہمکو چلنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ہم نالہ و فریاد کرتے ہیں مگر آہ! —— کسی پر اثر نہیں ہوتا۔ ہم آہ و بکا کرتے ہیں مگر کوئی کان نہیں دھرتا۔ ہاکی اور کرکٹ کے میدانوں میں ہمکو گھسیٹا جاتا ہے۔ فٹ بال کی ٹھوکروں کے لئے ہم کو وقف کیا جاتا ہے۔ کبھی کسی کی سخت اور چکنی کھوپڑی کے لئے ہمکو انتخاب کیا جاتا ہے۔ غرض لوگ ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم تو ہم۔ ہماری بہو بیٹیوں پر بھی کسی کو ترس نہیں آتا۔ انکو بھی پختہ سڑکوں پر۔ بجری راستوں میں۔ مٹی اور کیچڑ میں رگیدا جاتا ہے۔ بلک بلک کر روتی ہیں مگر کوئی پروا نہیں کرتا۔ ہماری حسین اور خوبصورت عورتوں کو ٹنس کے کورٹوں پر اپنے ساتھ نچایا جاتا ہے۔ ہم آہ سرد بھرتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ خشک اور گرم زمینوں پر جہاں انسان کے پیر جلتے ہوں وہاں ہمکو چلنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ بھوک پیاس سے ہماری زبان خشک ہو جاتی ہے مگر کسی کو پروا نہیں ہوتی۔ ہماری نرم و نازک جلد دھوپ کی تیزی سے چٹخ جاتی ہے۔ مگر کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ کیچڑ پانی میں ہماری بے عزتی کی جاتی ہے۔ ہم آہ و زاری کرتے ہیں مگر کسی کو رحم نہیں آتا۔ صابن کریم اور پالشوں سے ہماری نرم و نازک جلد کی حفاظت تو درکنار جب ہم دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اور ہمارے چہرہ پر خاک اڑتی ہوتی ہے تب بھی کوئی خدا کا بندہ ہماری طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ ہائے! —— کیسے کیسے عیش و عشرت میں ہم پلکر جوان ہوئے کیسے کیسے روغن دار مصالحوں سے ہماری پرداخت کی گئی۔ اپنے گھر میں کیسے چین کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ مگر افسوس! —— یہ فلک ستمگار کسی کے آرام و راحت کو کب دیکھ سکتا ہے اور ہمارا گھر تو اس کو ایک آنکھ نہیں بھاتا ہم کو اپنے حسد کا نشانہ بنایا۔ ہائے! —— کس کس کو رو دیں۔ ہر ایک ہمکو ذلیل سمجھتا ہے۔ بچے سے لیکر بوڑھا تک ہم کو نہایت بے دردی سے اپنے پیروں تلے روندتا ہے۔ ایک ایک من۔ دو دو من۔ تین تین من اور اس سے بھی بڑے تن و توش کو لئے ہم گھنٹوں پستے رہتے ہیں مگر کوئی رحم نہیں کھاتا۔ سسکیاں بھرتے ہیں مگر کسی پر اثر نہیں ہوتا۔ چلتے چلتے ہماری شکل و صورت

بڑھ جاتی ہے۔ ہماری نرم و نازک جلد پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ ہمارے اعضائے جسمانی جواب دیدیتے ہیں۔ ہماری جلد پھٹ جاتی ہے۔ ہمارا گوشت پوست گل جاتا ہے۔ ہمارا بھیجہ باہر آجاتا ہے۔ ہماری آنتیں لٹک پڑتی ہیں۔ مگر حیف!—— ظالموں کو تب بھی ہم پر رحم نہیں آتا!! حتیٰ کہ دو قدم چلنا محال ہو جاتا ہے۔ بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ تب ہم کو سڑک کے کنارے ایک نیم حکیم کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو نشتر چبھو چبھو کر ہم کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی کیلیں ٹھوک ٹھوک کر ہمارے جسم کو اور بھی چھلنی کر دیتا ہے۔ کوئی داغ لگا لگا کر ہمیں اور بھی بدصورت بنا دیتا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا آپریشن کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ ہماری آنتوں کو کھینچ کر باہر نکال ڈالتا ہے اور ہمارے دل جگر اور گردوں کو طرح طرح سے کاٹتا ہے پھر، چار نہیں، چھ نہیں —— پچاس پچاس!! ٹانکے دیکر ہمکو دوبارہ زندہ کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ مگر ہائے!—— یہ سب بھی کس لئے؟ کہ ہمکو دوبارہ پھر ظالم پیروں کے ظلم و ستم کا شکار بنایا جائے۔

غرض ابتدا سے لیکر انتہا تک ہمارے اوپر مصیبتوں کا پہاڑ توڑا جاتا ہے۔ طرح طرح سے ہمیں ایذائیں پہونچائی جاتی ہیں۔ رنگ برنگ کی تکلیفوں میں ہم کو مبتلا کیا جاتا ہے۔ ہائے!—— ہمارے دکھ درد کا کسی کو احساس نہیں!۔ ہماری جانِ ناتواں پر کسی کو ترس نہیں آتا!!——

اب ہم اس جور و تعدی سے تنگ آ گئے ہیں اور آپ کے حضور میں اپنی یہ درد بھری فریاد لیکر آئے ہیں۔ آپ ہمارے مالک ہیں۔ آپ ہمارے داتا ہیں۔ دیکھئے کیسے پیار سے آپ ہم کو اپنی گود میں کھلاتے تھے اور وہی ہم آج ظالم پیروں کی سنگدلی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ کیا اب آپ کو بھی ہمارے حالِ زار پر رحم نہیں آئے گا؟—— خدا کے لئے ہم غریبوں، بے گناہوں اور معصوموں کی خبر لیجئے۔۔۔ مدد کیجئے۔ دستگیری کیجئے۔ للّٰہ!۔ ہماری آنیوالی نسلوں پر رحم کیجئے اور—— نیز ہماری پُردرد اور پُرزور استدعا ہے کہ آپ اپنی مہربانی کے صدقے میں! اپنی محبت کے طفیل میں!! ہمارے ذیل کے مطالبات کسی طرح بھی منوا کر چھوڑیئے —— ورنہ۔ ورنہ۔ تنگ آید بجنگ آید —— ہم کہے دیتے ہیں کہ ہم بھی ستیہ گرہ شروع کرینگے ہم بھی سول نافرمانی کا آغاز کر دینگے۔ اور یقین مانئے کہ اگر ہمکو غصہ آ گیا تو پیروں کے سر پر ایک بال بھی باقی نہ رہے گا۔

مطالبات:۔ (۱) ہمکو صرف قالین پر استعمال کیا جائے۔

(۲) استعمال سے پہلے پیر کو روئی اور مخمل میں خوب لپیٹ لیا جائے۔ تاکہ ہمارے ہڈیاں نہ چبھیں۔

(۳) وقتِ واحد میں صرف ایک پیر کو استعمال کیا جائے اور ایک کو چھٹی دی جائے۔

(۴) پیر کو مجبور کیا جائے کہ وہ کسی حال میں ہم پر دس سیر سے زیادہ وزن نہ ڈالے۔

(۵) پیر کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود ہمکو نہ چلائے بلکہ ہم اُس کو چلائینگے۔

فقط۔ درخواست گذار ——

آنریبل فُل بوٹ۔ کیپٹن شوز۔ شیخ پمپ۔ بیگم سلیپر۔ بی چپّل۔ مس سینڈل۔ وغیرہ وغیرہ۔

(واسطہ علی عباسی کاکوروی از اورنگ آباد دکن)

داستانِ پارینہ

امام ابو حنیفہؒ کے مکان کے قریب ایک رنگین مزاج موچی رہتا تھا۔ دن بھر مزدوری کیا کرتا اور رات کو اپنے دوستوں کے ساتھ شراب خواری میں مشغول ہو کر نشہ کی ترنگ میں یہ شعر جس کا ترجمہ ہے:۔ "لوگوں نے مجھکو ہاتھ سے کھو دیا۔ ایسے شخص کو کھو دیا جو لڑائی اور رخنہ بندی کے روز کام آتا تھا"

امام صاحب اکثر شب بیداری کی وجہ سے اُس کی رنگین مزاجیاں دیکھتے اور سنتے تھے ایک روز اُس کی نغمہ سنجیوں کی آواز نہیں آئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کہاں گیا۔ معلوم ہوا کہ کوتوال صاحب کے ہاتھوں "پابدست دگرے دست بدست دگرے" ہو کر گرفتار ہو گیا۔ ایوانِ خلافت میں آپ نے اُسکی سفارش کی اور رہا کرایا۔ اُسے لیکر واپس آئے تو راستہ میں اُس سے فرمایا دیکھو ہم نے تم کو ضائع ہونے نہیں دیا جیسا کہ تم اپنے شعر میں کہا کرتے تھے۔ موچی نے کہا کہ فی الحقیقت آپ نے حق ہمسائیگی خوب ادا کیا ہے۔ امام صاحب کے اس طرز عمل کا موچی کی طبیعت پر ایسا اثر پڑا کہ وہ تائب ہو کر آپکے حلقۂ درس میں شامل ہوا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمان حملہ کرتے کرتے حمص تک جا پہونچے اور باوجودیکہ رومیوں نے تمام شہروں کے بند توڑ [illegible] آ گئے

بڑھتے ہی گئے تو رومیوں نے اُن کی بے باکی دیکھ کر صلح پر آمادگی ظاہر کی اور اسلامی سفیر کو طلب کیا۔ چنانچہ معاذ بن جبلؓ بحیثیت سفیر رومیوں کے پاس گئے۔ رومیوں کے لشکر میں پہونچے تو دیکھا کہ خیمے میں دیبائے زرّیں کا فرش بچھا ہوا ہے آپ باہر ہی ٹھہر گئے۔ ایک عیسائی نے آکر کہا کہ آپ دربار میں تشریف لے چلئے آپ کا گھوڑا میں تھامے لیتا ہوں۔

معاذؓ کی بزرگی اور تقدس کا عام چرچا تھا اور دشمن بھی اُس سے ناواقف نہ تھے۔ اس لئے وہ ان کی عزت افزائی کرنا چاہتے تھے اور اُن کا اس طرح خیمہ کے باہر کھڑا رہنا انہیں پسند نہ تھا۔ مگر معاذؓ نے کہا کہ میں اس فرش پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا جو غریبوں کا حق چھین کر بنایا گیا ہو۔ یہ کہکر آپ جہاں کھڑے تھے وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ رومیوں نے کہا افسوس ہے کہ ہم آپ کی عزت کرنا چاہتے تھے مگر حیرت ہے کہ آپ کو خود اپنی عزت کا خیال نہیں۔

معاذؓ نے تلخ لہجہ میں گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا کہ جس کو تم عزت کہتے ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اگر زمین پر بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے تو مجھ سے بڑھکر کون خدا کا غلام ہو سکتا ہے۔

عیسائی ان کی بے پروائی اور آزادمنشی پر انگشت بدنداں تھے اُنہیں سے ایک نے پوچھا مسلمانوں میں تم سے بڑھکر کوئی اور بھی ہے۔ معاذؓ نے جواب دیا معاذاللہ میں تو ان سب میں سے بدتر اور ناکارہ ہوں اُنھوں نے کہا کہ تمہارا اس طرف آنے سے کیا مطلب ہے۔ وابی سینا تم سے قریب تھا۔ فارس کا بادشاہ مر چکا ہے سلطنت عورت کے ہاتھ میں ہے ان کو چھوڑ کر تم ادھر کیوں آئے۔ حالانکہ ہمارا بادشاہ زبردست وقوی ہے اور ہم تعداد میں آسمانوں کے ستاروں اور زمین کے ذروں کے برابر ہیں۔

معاذؓ نے کہا کہ ہماری پہلی خواہش یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو تو تم ہمارے بھائی ہو اور تمہارے حقوق برابر کے ہوں گے۔ اگر یہ نہیں تو جزیہ دینا قبول کرو۔ اگر اس سے بھی انکار ہو تو پھر آگے تلوار ہے۔ مانا کہ تم تعداد میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہو لیکن قلت وکثرت کی پرواہ نہیں۔ اگر خدا چاہے تو تھوڑوں کو بہتوں پر فتح دے سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ تمہارا بادشاہ زبردست ہے۔ ہمیں اپنے شہنشاہ پر ناز ہے جسکے اختیار میں تمہاری جان و مال سب ہے لیکن ہم نے تمہاری اصطلاح کے مطابق جس کو بادشاہ بنا رکھا ہے وہ کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اُس کے درّے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو اُس کے ہاتھ کاٹے جائیں۔ وہ پردہ میں نہیں بیٹھتا اپنے آپ کو ہم سے برتر نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔

پردیسی شوہر سے

میرے آقا! میرے سرتاج! میری عزت وعصمت کے ناخدا..... انتظار کی حد ہو گئی۔ فرقت کی طویل راتیں جنہیں ہجر وفراق کی گھنگھور گھٹاؤں نے بہت حد تک خوفناک بنا رکھا ہے۔ بسر نہیں ہو سکتیں۔

اے میرے مالک! میری قسمت کے درخشندہ آفتاب آ..... اور تنہائی کے ان تاریک پردوں کو چاک کر کے میرے دل میں اپنی تجلی کا پرتو ڈالکر اسے چودھویں رات کے چاند سے زیادہ درخشندہ بنا دے۔

من موہن..... انتظار کی حد ہو گئی قلب مضطرب تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہوا جاتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہجراں نصیب تاب مفارقت نہ لاتے ہوئے جان سے گذر جائے اور پھر تجھے افسوس ہو۔ آخر یہ غمزدہ تیری اور صرف تیری کہلاتی ہے۔

جس طرح ایک طفل شیرخوار ہر دن چاند کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی ایک معصوم تمنا کے ساتھ مسکرا کر اُسے پکڑنے کے لئے اپنے ننھے ننھے ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔

یہی حال میرا ہے..... میں بھی تیرے منور چہرہ کا تصور کئے بیٹھی ہوں۔ ہاں صرف تصور! افسوس..... اسوقت تو مجھ سے اتنی ہی دور ہے جس قدر طفل نادان سے چاند!

میرے مالک!..... میری سکھیاں زنان مصر کی طرح کتنی زبان دراز ہیں۔ ان کے طعنوں سے میرا کلیجہ چھلنی ہو رہا ہے۔ دل ڈوبا جاتا ہے۔ کیا کروں۔ میں لاکھ انکو کہتی ہوں کہ انکا..... چہرہ اس ماہ چہاردہم سے بھی زیادہ پیارا اور دلکش ہے اور..... اگر جنت کی حور انکی نزاکت دیکھ پائے تو باغ ارم کے پھولوں کی لطافت میں اسے لطف نہ آئے۔ مگر —— یہ نہیں مانتیں۔

آؤ اور ماہ کنعاں کی طرح اپنی تابش رُخ سے ان کے تاریک دلوں کو منور کر کے میری نادان سہیلیوں کو بتا دو کہ میں تم سے پریم کرنے میں غلطی پر نہیں ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم بہت جلد آؤ گے۔

عائشہ بیگم بانی

(ماخوذ از پیام نسواں)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ از راہ احباب و جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ سردی اب کافی ہونے لگی ہے۔ دن کو اب دھوپ زیادہ ناگوار نہیں ہوتی اور ضعیف و کمزور لوگوں نے دھوپ میں بیٹھنا شروع کر دیا ہے۔ رات کو بھی خاصی سردی ہونے لگی ہے۔ برآمدوں اور دالانوں میں اب بغیر لحاف کے گزر نہیں ہوتا۔ بند کمروں میں البتہ ایک موٹی رضائی کافی ہوتی ہے۔ ہوا تیز نہیں چلی ورنہ اور بھی سردی چمک جاتی تاہم ہوا میں خنکی محسوس ہوتی ہے۔ بحیثیت مجموعی موسم بہت خوشگوار ہے۔

آب و ہوا:۔ نزلہ و زکام کی شکایات سنی جاتی ہیں۔ اور بعضوں کو بخار آنے کا بھی حال معلوم ہوا ہے۔ کسی فصلی شکایت کا حال نہیں معلوم ہوا۔

ولادت:۔ الہ آباد سے اطلاع آئی ہے کہ منشی شبیر احمد علوی نائب تحصیلدار بی۔ اے کے یہاں ۹ر نومبر ۳۲ء کو بمقام لکھنؤ فرزند تولد ہوا۔ اللہ عمر طبعی کو پہونچا دے۔

تقریبات:۔ منشی یونس حسن علوی ایم۔ اے (کوٹھی تلہ) جن کا عقد نکاح ۲۵ر مارچ ۳۲ء کو بمقام سندیلہ منشی محمد رضا صاحب واسطی کی دختر سے ہوا تھا اب رسم رخصتی عروس ۲۰ر نومبر ۳۲ء کو عمل میں آئی۔ یہاں سے بارات صبح ۱۰ بجے کی گاڑی سے گئی تھی اور اسی دن شب کی ریل سے دلہن کاکوری آئی اور تین شبانہ روز مقیم رہی۔

(۲) منشی صادق حسن علوی خلف اصغر منشی یوسف حسن مرحوم (کوٹھی تلہ) کا عقد نکاح ۱۲ر نومبر ۳۲ء (دو شنبہ) کو منشی محبوب احمد عباسی پنشنر کی صاحبزادی کے ساتھ سہ پہر کے وقت تکیہ شریف کی مسجد میں ہوا اور اسی دن شب کو ۱۱ بجے عروس رخصت ہو کر نوشاہ کے یہاں آئی۔ دوسرے روز دن میں منشی یونس حسن و منشی صادق حسن کے یہاں دعوت ولیمہ ہوئی تھی اور شب کو منشی محبوب احمد کے جائے قیام پر پر تکلف چوتھی کی دعوت ہوئی۔ ہم منشی یونس حسن و منشی صادق حسن کی خانہ آبادیوں پر دلی مبارکباد دیتے ہیں اور ان کی والدہ محترمہ اور منشی محبوب احمد کو فرائض سے سبکدوش ہونے پر ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔

معاودت وطن:۔ تقریبات کے سلسلہ میں حسب ذیل حضرات وطن آئے تھے:۔ مولوی حنیف الدین علوی، ویلور (دکن) سے معہ متعلقین منشی عبد الحمید علوی معہ متعلقین کلکتہ سے۔ منشی عبد العزیز علوی احمدی (ضلع لکھیم پور) سے منشی عبد الرحمن علوی بی۔ اے گونڈہ سے۔ سنا گیا ہے کہ چودھری عبد الرحمن بی۔ اے ایک ہفتہ کے لیے کلکتہ سے آئے تھے۔

تعلیمی جلسہ:۔ منشی احمد سعید خاں، ہیڈ ماسٹر، مڈل اسکول اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲ر نومبر ۳۲ء کو ایک بجے حسب الحکم سررشتہ تعلیمات ایک جلسہ بصدارت منشی شکور علی علوی، پرائمری اسکول، دلی تلہ، کاکوری کی عمارت میں انعقاد پذیر ہوا تھا جس میں ٹکنیکل معاملات پر سب ڈپٹی انسپکٹر حلقہ نے مکمل جامع اور بصیرت افروز تقریر فرمائی اور جلسہ کی غرض و غایت کو پوری طرح پر حاضرین کے ذہن نشین کرا دیا۔ تقریر پر اثر تھی چنانچہ اسی وقت چار اشخاص نے اپنے نام ٹکنیکل شعبہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے پیش کئے۔ آخر میں جناب صدر نے اپنی تقریر میں حاضرین سے اپیل کی کہ موقع سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ ملک و وطن کے لئے سرخرو شانہ

اعلان:۔ بعض احباب کی تجویز ہے کہ آخر ماہ دسمبر ۳۲ء میں ایک بزم مشاعرہ قصبہ کاکوری میں منعقد کی جائے جس میں شرکت کے لئے تمام اہل وطن کو دعوت دی جائے۔ جو حضرات نزدیک ہوں محفل کو سرفراز فرمائیں اور جو دور ہوں قلمی اعانت کریں یعنی غزلیں تحریر فرما کر خاکسار اڈیٹر کے پاس روانہ کر دیں۔

مصرعہ طرح حسب ذیل ہے:۔

"تبرک کی طرح بٹتے ہیں باسی پھول یاروں میں"۔ یاروں۔ خاروں وغیرہ قافیہ ہیں، میں ردیف۔ جو غزلیں وسط دسمبر تک موصول ہونگی وہ اجتماع عید الضحیٰ کے مبارک موقع پر اہل وطن کو سنائی جائیں گی۔ اور غزلوں کا انتخاب کاکوری اخبار میں شائع کیا جائیگا۔

بصد ادب عرض ہے کہ جملہ اہل وطن جو قصبہ میں موجود ہیں یا جو دور دراز مقامات پر ہیں ادارہ کاکوری اخبار کی اس گذارش پر توجہ کریں اور نیاز مند اڈیٹر کو ممنون فرمائیں۔

نوٹ ضروری:۔ حتی الوسع مصرعہ پر گرہ ضرور لگائی جائے۔

اعانت کے ساتھ ذاتی فائدہ بھی ہے۔ اختتام جنگ کے بعد وہ لوگ بہت زیادہ فائدہ میں رہیں گے جو اس وقت صنعت میں کسی ہنر کو سیکھ لیں گے۔

جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ۹ بجے ختم ہوا صدر و حاضرین کے شکریہ پر۔ جلسہ میں حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ مدرسین و طلبائے مدارس کے علاوہ اکثر معززین قصبہ بھی شریک تھے۔

۱۴ر نومبر کو خاص تیاری کے ساتھ ٹکنیکل ہفتہ کے سلسلہ میں ایک جلسہ ہوا جس میں ٹڈل اسکول کے تلامذہ مدرسین اور بعض پرائمری اسکول کے اساتذہ نے اصل موضوع پر تقریریں کیں اور ٹکنیکل تعلیم پر کافی روشنی ڈالی۔ ٹڈل اسکول کے طلبہ نے نظمیں پڑھیں اور مکالمے کئے۔ تین سو سے زائد اشخاص جلسہ میں شریک تھے جنھوں نے گاؤں گاؤں اسکیم کی اشاعت کا وعدہ کیا۔

مسلم لیگ:۔ یکم نومبر ۴۲ء کی اشاعت میں "جناح فنڈ" میں ایک سو کی رقم بھیجنے کی جو اطلاع درج ہوئی تھی اُس سلسلہ میں معطیان کی فہرست اب سکریٹری صاحب مسلم لیگ کاکوری نے بھیجی ہے جو حسب ذیل ہے:۔

قاضی راشد علی خاں۔ ؏ بیگم قاضی راشد علی خاں۔ ؏ قاضی اشہد علی خاں۔ ؏ خان بہادر چودھری نبی احمد۔ ؏ حاجی محمد حسن۔ ؏ ڈپٹی امیر احمد صاحب۔ ؏ حاجی انوار الحسن صاحب۔ ؏ سید محمد شبیر الدین ؏ شیخ محمد ایوب صاحب۔ ؏ مولوی احسن مجتبےٰ۔ ؏ قاضی ارشد علی ؏ ریحانہ خاتون۔ ؏ مولوی سلطان بادر۔ ؏ مسلم لیگ فنڈ از خرچ مہربانی للہ ؏۔ جملہ ؏ (ایک روپیہ کمیشن منی آرڈر میں صرف ہوا سو روپیہ بھیجے گئے۔)

صحت و تندرستی:۔ (۱) حکیم حافظ عبد الحکیم صاحب اب بفضلہ صحت یاب ہو گئے ہیں اور لکھنؤ سے تشریف لے آئے ہیں۔

(۲) انصار احمد علوی کو اب بفضلہ صحت ہے۔ صرف ضعف باقی ہے۔

(۳) منشی شفیع الدین کرمانی۔ لکھنؤ سے واپس آ گئے شکایات میں فائدہ ہی ہے۔ صرف ضعف ہے۔

علالتیں:۔ (۱) منشی محمد نسیم علوی (محلہ باؤلی) ہنوز حکیم عبد الشکور بیگ صاحب کے زیر علاج ہیں۔ کوئی خاص نفع اب تک محسوس نہیں ہوا ہے۔ اللہ جلد شفاء کامل عطا فرمائے۔

(۲) منشی محمد جواد علوی (محلہ قصبہ) کی شکایت میں کوئی نمایاں کمی نہیں۔ یونانی علاج اب ترک ہو گیا ہے اور ڈاکٹر فریدی (لکھنؤ) کے زیر علاج ہیں۔ خدا کرے یہ علاج مفید ثابت ہو۔

متفرقات:۔ (۱) ۲۹ر ذیقعدہ کو اطلاع ملی کہ چاند کی تاریخ تبدیل ہو گئی ہے۔ فرنگی محل لکھنؤ سے اعلان ہوا کہ ذیقعدہ کا چاند ۲۹ر شوال کو دیکھے جانے کی تحقیقات ہو گئی ہے۔ ہمارے اورنگ آبادی رپورٹر نے بھی اطلاع دی کہ وہاں ذیقعدہ کا چاند ۲۹ر شوال کو دیکھا گیا۔

(۲) حضرت مخدوم شاہ نظام الدین قاری کا سالانہ عرس حسب دستور احاطہ مزار کی مسجد میں سہ شنبہ ۱۴ر ذیقعدہ (۱۷ر نومبر) کو زیر انتظام منشی مشکور علی علوی ہوا تھا۔ پنج آیت اور فاتحہ خوانی کے بعد جلسہ حاضرین کو بونڈیاں تقسیم کی گئیں۔ اور حفاظ و غیر حافظوں کو جنھوں نے پنج آیت میں حصہ لیا تھا دو حصے ملے۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ ۱۷ر نومبر کو منگل کے دن کی بازار میں ایک گرہ کٹ گرفتار ہوا جس نے کسی کی جیب سے کچھ رقم نکالی تھی۔

(۴) شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ۲۳ر نومبر کو کٹرہ بازار میں گیہوں کے ۵ سیر ۴ رسیر ڈیڑھ سیر کا بنیوں نے فروخت کیا۔ قصبہ میں عام شکایت شکر نہ ملنے کی ہے۔ تاجروں کا بیان ہے کہ باوجود دوڑ دھوپ کے لکھنؤ میں اُن کو شکر نہیں ملتی۔ ضروریات زندگی کی ہر چیز کی قیمتیں اسقدر بڑھ گئیں ہیں کہ عوام و خواص سب ہی پریشان ہیں۔

(۵) امسال حج کو جانے والوں پر گورنمنٹ نے جو پابندی عائد کی ہے اُسکے سلسلہ میں جو وفد لکھنؤ سے دہلی وائسرائے کے اگزیکیٹو کمیٹی کے بعض ممبران سے ملنے گیا تھا اُس وفد کے اراکین میں شیخ انیس احمد عباسی اڈیٹر روزنامہ حقیقت بھی شامل تھے۔ اور وفد کی واپسی کے بعد جو احتجاجی جلسے گورنمنٹ کے رویہ کے خلاف لکھنؤ میں منشی احتشام علی صاحب کی کوٹھی پر ہوئے تھے اُن کی صدارت منشی اظہر علی صاحب ایڈوکیٹ، ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) نے کی تھی۔

اورنگ آباد کی اطلاعات:۔ (۱) یہاں ذیقعدہ کا چاند ۲۹ر شوال کو دیکھا گیا۔

(۲) سید ثابت علی عباسی بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی ڈپٹی منصری نظامت ضلع ختم کرنے کے بعد اپنے مستقر گلبرگہ نظامت ضلع پر واپس گئے (۳)....

سید توسل حسین نے اپنے مطبع یونائیٹڈ انڈیا پرنٹنگ پریس لکھنؤ میں چھاپا اور سید محمد شبیر الدین نے مولوی محلہ (تال ٹی) کاکوری سے شائع کیا۔